File: 05 1444 Jumadil Ula Web-Email Urdu Print | Type: UID
SN : 209 | Date: 12-December-2022 | SQ

مراسلہ شعبۂ انٹرنیٹ وآن لائن فتویٰ برائے

Darul Ifta, Darul Uloom Deoband

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی ID: 612168		مرسل

تاریخ مستفتی: 01/06/2022 تاریخ روانگی: 17/05/1444 مراسلہ ای میل: ۱۹۲ ۱ء دستخط:

کاروائی دفتر اہتمام:	دارالافتاء وشعبہ انٹرنیٹ! حسب ضابطہ کاروائی کریں دستخط: تاریخ: ۱۴۴۴/۵/۱۷	کاروائی دارالافتاء: تاریخ وصولیابی: ۱۴۴۴/۵/۱۸ دستخط: ۱۴۴۴/۶/۷ اندراج کنندہ: اسکین کنندہ: ابواللیث	کاروائی شعبہ انٹرنیٹ: ترسیل جواب: ٹیکسٹ|اپلوڈنگ| PDF تاریخ و دستخط: ۱۴۴۴/۶/۲۰

۱۴۴۴/۶/۱۹

استفتاء نمبر: ۵۱۷۲/د السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنوان: فلکی حسابات

سوال: فقہ حنفی کے مطابق فلکی حسابات کی بنیاد پر رویت ہلال کی شہادت کی نفی کرنا جائز ہے؟ الف- اگر فلکی حسابات کے ذریعے معلوم ہو کہ ابھی چاند کی ولادت ہی نہیں ہوئی ہے اور کوئی شخص یا جم غفیر رویت ہلال کی شہادت کردے تو کیا اس بنا پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے؟ کیا ولادتِ قمر کے فلکی حسابات قطعی ہیں؟ ب- اگر ماہرین فلکیات یہ کہے کہ ولادتِ قمر کے اتنے گھنٹوں تک چاند قابلِ رویت نہیں ہوتا اور ان کے ذکر کردہ گھنٹوں سے پہلے کوئی شخص یا جم غفیر رویت ہلال کی شہادت کردے تو کیا اس بنا پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے؟ ولادتِ قمر کے بعد رویت ممکن نہ ہونے کا پوری دنیا کے لیے کوئی قطعی فلکی قاعدہ ہے؟ اور یہ فلکی حسابات کیا قطعی ہیں یا ظنی؟

جواب نمبر: ۷۸۶/د/ ۱۴۴۴ھ تاریخ کتاب/باب:

عنوان:

عنوان: فلکی وریاضی حسابات کی بنیاد پر چاند کے ثبوت اور نفی کا شرعی حکم (کتاب الصوم/باب رؤیۃ الهلال)

باسمہ تعالی، الجواب وباللہ التوفیق:

حامدا و مصلیا و مسلما: شریعتِ مطہرہ نے صوم رمضان اور عیدین کا مدار رؤیتِ ہلال یعنی چاند کے دیکھنے پر رکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ؛صحيح البخاري: ۱۹۰۹) "کہ چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر ہی افطار کرو" پس جب تک شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت نہ ہو جائے، محض فلکی وریاضی حسابات کی بنیاد پر عیدین اور روزے کا حکم نہ ہوگا، اسی طرح اگر شرعی شہادت سے چاند کا

ثبوت ہو جائے اور فلکی وریاضی حسابات اس کے مخالف ہوں تو اس وجہ سے چاند کی رؤیت کی نفی درست نہ ہوگی، کیونکہ قواعدِ فلکیات ظن پر مبنی ہوتے ہیں اور ان پر چاند کے ثبوت وعدم ثبوت کا مدار رکھنے میں اصولِ رؤیت کو ترک کر کے چاند کے افق پر موجود ہونے کو اصول بنانا لازم آتا ہے جو نصوصِ شرعیہ کے خلاف ہے، لہذا محض فلکی وریاضی حسابات کو معیارِ شرعی قرار دے کر چاند کا فیصلہ کرنا درست نہیں، البتہ چاند کے نظر آنے، نہ آنے کا مدار رؤیت پر رکھ کر جدید وسائل وذرائع سے مدد لی جاسکتی ہے بشرطیکہ یہ وسائل اصول شریعت کے تابع اور اس کی حدود میں ہوں۔

قال الحصكفي:لا عِبْرَةَ بِقَوْلِ المُوَقِّتِينَ، ولَوْ عُدُولًا عَلى المَذْهَبِ، وقال ابن عابدين:قَوْلُهُ: ولا عِبْرَةَ بِقَوْلِ المُؤَقِّتِينَ:أَيْ فِي وُجُوبِ الصَّوْمِ عَلى النّاسِ بَلْ فِي المِعْراجِ لا يُعْتَبَرُ قَوْلُهُمْ بِالإجْماعِ، ولا يَجُوزُ لِلْمُنَجِّمِ أنْ يَعْمَلَ بِحِسابِ نَفْسِهِ، وفِي النَّهْرِ فَلا يَلْزَمُ بِقَوْلِ المُؤَقِّتِينَ أنَّهُ أيْ الهِلالَ يَكُونُ فِي السَّماءِ لَيْلَةَ كَذا وإنْ كانُوا عُدُولًا فِي الصَّحِيحِ كَما فِي الإيضاحِ.(الدر المختار مع رد المحتار؛ ۳/۳۵٤، ط: زکریا، دیوبند، الھند)

تفصیل کے لیے دیکھیے:(جواہر الفقہ؛ جلد سوم رسالہ ''رؤیت ہلال'')(آپ کے مسائل اور ان کا حل؛ جدید مخرّج جلد چہارم بعنوان ''رؤیت ہلال'')

فتوی نمبر: 144310100136

تاریخ اجراء: ۰۸/۱۰/۱۴۴۳
10-05-2022

سوال

فقہ حنفی کے مطابق فلکی حسابات کی بنیاد پر رویت ہلال کی شہادت کی نفی کرنا جائز ہے ؟

الف - اگر فلکی حسابات کے ذریعے معلوم ہو کہ ابھی چاند کی ولادت ہی نہیں ہوئی ہے اور کوئی شخص یا جم غفیر رویت ہلال کی شہادت کر دے تو کیا اس بنا پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے ؟ کیا ولادت قمر کے فلکی حسابات قطعی ہیں؟

ب - اگر ماہرین فلکیات یہ کہے کہ ولادت قمر کے اتنے گھنٹوں تک چاند قابل رویت نہیں ہوتا اور ان کے ذکر کردہ گھنٹوں سے پہلے کوئی شخص یا جم غفیر رویت ہلال کی شہادت کر دے تو کیا اس بنا پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے ؟ ولادت قمر کے بعد رویت ممکن نہ ہونے کا پوری دنیا کے لیے کوئی قطعی فلکی قاعدہ ہے ؟ اور یہ فلکی حسابات کیا قطعی ہیں یا ظنی؟

جواب

واضح رہے کہ شرعی احکامات کا مدار چاند کے افق پر موجود ہونے پر نہیں ہے، اس لیے کہ چاند اپنے مستقر میں کہیں نہ کہیں موجود ہوتا ہے ،کسی دن اور کسی وقت بھی معدوم نہیں ہوتا بلکہ شرعی احکامات کا مدار چاند کے عام آنکھوں سے دیکھے جانے پر ہے، نکاح ، طلاق، عدت وغیرہ کے مسائل ہوں یا ماہ رمضان کی ابتداء و انتہاء ہو، یا عید منانے کا مسئلہ ہو، تمام احکامات کا مدار چاند کی رؤیت پر ہے نہ کہ چاند افق میں موجود ہونے پر جیساکہ متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے، نیز اسلامی عبادات مثلا روزہ، حج ، زکوۃ وغیرہ کا تعلق قمری مہینہ سے ہے، اور خصوصا رمضان مبارک کی تو ابتداء ہی چاند دیکھنے پر موقوف ہے،اور اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک آسان اور عام فہم طریقہ بتادیا کہ چاند دیکھنے پر روزہ رکھو ، اور چاند دیکھنے پر افطار کرو، تاکہ ایک عام فہم،سادہ لوح مسلمان کے لیے بھی فرائض کی ادائیگی آسان ہو، فلکی حسابات پر اس کا مدار نہیں رکھا، جیساکہ مشکاۃ المصابیح میں ہے:

"عن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم» :لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فاقدروا له . «وفي رواية قال» :الشهر تسع وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين.(بخاری ومسلم)"

(1/174، باب رؤية الهلال، الفصل الاول، ط: قديمي)

دارالافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامه بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

ترجمہ:

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" روزہ اس وقت تک نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو،اسی طرح عید کے لیے افطار اس وقت تک نہ کرو،جب تک کہ عید کا چاند نہ دیکھ لو، اگر چاند تم پر مستور ہوجائے تو حساب لگالو (یعنی حساب سے تیس دن پورے کرلو)۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: مہینہ کبھی انتیس رات کا بھی ہوتا ہے اس لئے جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر چاند تم پر مستور ہوجائے تو تو تیس دن پورے کرو (یعنی شعبان کا مہینہ تیس دن کا سمجھو)۔ (بخاری ومسلم)"

مذکورہ تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئی : (1) قمری مہینہ انتیس یا تیس دن ہی کا ہوسکتا ہے، اس سے کم یا زیادہ کا نہیں ہوسکتا۔ (2) روزہ اور عید کا مدار چاند کو دیکھنے پر ہے، چاند کے موجود ہونے پر نہیں ہے۔(3)چاند کی رؤیت کا مدار فلکی حسابات پر نہیں ہے۔

نیز فلکی حسابات اور آلات کے نتائج یقینی نہیں ہیں، بلکہ تخمینی اور ظنی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ماہرین فن کا اس میں اختلاف بھی ہوتا ہے، اور کبھی ایک تحقیق کو بعد میں آنے والے دوسری تحقیق رد کردیتی ہے، اگر سائنس کی ترقی کی وجہ سے بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آلات میں غلطی کا احتمال نہیں ہے تو ان آلات کو واقعات پر منطبق کرنا تو بہرحال انسانی عمل اور نظر ہے، اس میں فرق ممکن ہے۔ جیساکہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور اسلامی فلاسفر اور ماہر فلکیات"ابو ریحان البیرونی" نے آلات رصدیہ کے نتائج کے غیر یقینی ہونے کو ماہرین کا اتفاقی نظریہ بتلایا ہے:

"ان علماء الهيئة مجمعون علي انّ المقادير المفروضة في اواخر اعمال رؤية الهلال هي ابعاد لم يوقف عليها الا بالتجربة وللمناظر احوال هندسية يتفاوت لإجلها المحسوس بالبصر في العظم والصغر وفي ما اذا تأمّلها متأمّل منصف لم يستطع بتّ الحكم على وجوب رؤية الهلال أو امتناعها."

(آثار الباقية عن القرون الخالية، ص: 198، طبع:1923، ليزك، بحواله جواهر الفقه)

ترجمہ:

"علماء ریاضی وہیئت اس پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کے عمل میں آنے کے لیے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن کو صرف تجربہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے، اور مناظر کے احوال مختلف ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے آنکھوں سے نظر آنے والی چیز کے سائز میں چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہوسکتا ہے، اور فضائی و فلکی حالات ایسے ہیں کہ ان میں جو بھی ذرا غور کرے گا تو رویت ہلال کے ہونے یا نہ ہونے کا قطعی فیصلہ ہرگز نہیں کرسکے گا۔"

نیز کشف الظنون میں زیج شمس الدین محمد بن علي خواجی وابکنوی کے بارے میں منقول ھے کہ انہوں نے چالیس سال تک فلکیات پر تحقیق کی ، اور ان کا یہ چالیس سالہ تجربہ نقل کیا ہے کہ فلکیاتی حسابات تخمینی (اندازے اور تجربات کی بنیاد پر) ہوتے ہیں،اور یہ اندازے مختلف ہوتے رہتے ہیں، ان کے بارے میں کوئی صحیح اور یقینی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی کہ جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ملاحظہ ہو:

"زيج: شمس الدين محمد بن علي خواجه الوابكنوي. فارسي. مختصر. ذكر فيه: أنه أرصد أربعين سنة. واجتهد بآلات مصححة. وذكر أن: ضبط كميات الحركات السماوية كما ينبغي معتذر، لأن درجة من دوائر الفلك، أعظم بكثير من دوائر الأرض، فضلا بالنسبة إلى الآلة.حتى قالوا: ليس للأرض قدر محسوس، بالنسبة إلى فلك المريخ، فلا سبيل إلى التحقيق، سوى التخمين والتقريب.ولذلك كانت الأزياج والأرصاد مختلفة."

(كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون (2 / 969) باب الزا ي المعجمة، ط:مكتبة المثنى - بغداد)

خلاصہ یہ ہے کہ چاند کی رویت کا مدار ، چاند دیکھنا ہے، اگر مہینہ انتیس کا ہوجانے کے بعد چاند کی دیکھنے کی شہادت، شرعی شرائط وضوابط کے مطابق آجائے تو اسے صرف تخمینی حسابات کی بناء پر رد نہیں کیا جائے گا، تاہم شہادت قبول کرنے کا اختیار قاضی کو ہے،اور قاضی مختلف جہات سے گواہی کو جانچ کر فیصلہ کرتا ہے اور مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی قاضی شرعی کی حیثیت رکھتی ہے،لہذا شہادت موصول ہونے پر اگر وہ اعلان کردے تو ملک میں جن لوگوں تک یہ اعلان معتبر ذرائع سے پہنچ جائے ، ان پر روزہ رکھنا یا عید کرنا لازم ہوگا، اگر مرکزی رویت ہلال کمیٹی چاند نظر نہ آنے کا اعلان کرے تو اس کے فیصلہ پر عمل لازم ہوگا، البتہ جس شخص نے رمضان المبارک کا چاند خود دیکھا تو اس پر اپنی ذات کے لحاظ سے اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا، لیکن چوں کہ اس کو ولایت حاصل نہیں ہے اس لیے اس کی گواہی دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہوگی جب تک قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ کرکے اس کا اعلان نہ کردے۔

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

"الفتاوى النسفية: سئل عن قضاء القاضى برؤية هلال شهر رمضان بشهادة شاهدين عند الاشتباه فى مصر، هل يجوز لإهل مصر آخر العمل بحكمهم؟ فقال: لا، ولا يكون مصر آخر تبعا لهذا المصر، انما سكان هذا المصر وقراها يكون تبعا له."

(3/365، كتاب الصوم، الفصل :2، رؤية الهلال، ط: زكريا، ديوبند)

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمود" "زبدۃ المقال فی رؤیۃ الهلال" میں تحریر فرماتے میں ہے:

"اذا ثبت الصوم او الفطر عند حاکم تحت قواعد الشرع بفتوى العلماء او عند واحد او جماعة من العلماء الثقات ولآهم رئيس المملكة أمر رؤية الهلال، وحكموا بالصوم او الفطر ونشروا حكمهم هذا فى راديو، يلزم على من سمعها من المسلمين العمل به فى حدود ولايتهم، واما فيما وراء حدود ولايتهم فلا بد من الثبوت عند حاكم تلك الولاية بشهادة شاهدين على الرؤية او على الشهادة او على حكم الحاكم او جاء الخبر مستفيضا؛ لان حكم الحاكم نافذ فى ولايته دون ما وراءها."

(زبدة المقال فى رؤية الهلال، بحواله خير الفتاوى، 4/118، ط؛ مكتبة الخير ملتان)

مزید تفصیل کے لیے جواہر الفقہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا رسالہ "احکام الادلۃ في احکام الاہلۃ "(رویت ہلال) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد عبد القادر
مفتی محمد عبد القادر صاحب
مُفتی دارالإفتاء

الجواب صحیح
شعیب عالم
مفتی شعیب عالم صاحب

کتبہ
حمزہ منصور
مُعِين مُفتِي

19-05-2022

١٤٤٣-١٠-١٧

دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

کیا فقہ حنفی کے مطابق فلکی حسابات کی بنیاد پر رؤیتِ ہلال کی شہادت کی نفی کرنا جائز ہے؟

اگر فلکی حسابات کے ذریعے معلوم ہو کہ ابھی چاند کی ولادت ہی نہیں ہوئی ہے اور کوئی شخص یا جم غفیر رؤیت ہلال کی شہادت دے تو کیا اس بنا پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے؟ کیا ولادت قمر کے فلکی حسابات قطعی ہیں؟

اگر ماہرین فلکیات یہ کہیں کہ ولادت قمر اتنے گھنٹوں تک چاند قابل رؤیت نہیں ہوتا اور ان کے ذکر کردہ گھنٹوں سے پہلے کوئی شخص یا جم غفیر رؤیت ہلال کی شہادت دے تو کیا اس بنیاد پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے؟ ولادت قمر کے بعد رؤیت ممکن نہ ہونے کا پوری دنیا کے لیے کوئی قطعی فلکی قاعدہ ہے اور یہ فلکی حساب کیا قطعی ہیں یا ظنی؟

الجواب حامدا ومصلیا

رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے فلکیاتی حساب کو معیار بنانا شرعاً درست نہیں ہے، بلکہ چاند کے ثبوت کا دار مدار رؤیت بصری پر ہے اور یہ بات منصوص علیہ ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن پورے کرلو۔

فلکیاتی حساب سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا، بلکہ محض تخمینی چیز ہے اور اس سے ظن غالب کے درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے، لہٰذا جب خبر تواتر یا جم غفیر کی گواہی سے ثابت ہو جائے کہ چاند نظر آگیا ہے، تو شہادت کے قطعی ہونے کی وجہ سے فلکیاتی حساب کی بنیاد پر شہادت کو رد کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو اور جم غفیر سے کم درجے کے گواہ گواہی دیدیں کہ چاند نظر آگیا ہے اور فلکیاتی حساب کے مطابق اب تولید قمر نہ ہوا ہو، یا اتنا کم وقت ہوا ہو کہ بالاتفاق رؤیت ممکن نہ ہو تو اس صورت میں گواہی کو رد کرنا جائز ہے۔

چاند کے نظر آنے اور نہ آنے کا مدار رؤیت پر رکھ کر جدید وسائل اور حساب سے مدد لی جاسکتی ہے، بشرطیکہ حساب اصولی شریعت کے تابع ہو اور اس پر عمل کرنے میں شریعت کے کسی شرعی اصول سے معارضہ یا اس کا ترک لازم نہ آئے اور اگر تمام ماہرین فلکیات یا تواتر کی تعداد کے ماہرین کا اس بات پر اتفاق ہو کہ فلاں تاریخ کو چاند کی ولادت نہیں ہوگی یا ولادت کے بعد عمر کم ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آئے گا، یا سورج سے پہلے غروب ہو جائے گا، لیکن پھر بھی کوئی شخص یا کچھ لوگ چاند کی رؤیت کی شہادت دیتے ہیں اور ان کی شہادت بھی یقینی نہ ہو تو ان کی شہادت کو رد کیا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں فلکیاتی حساب یقینی اور شہادت ظنی ہے، اس لئے کہ لوگوں کو وہم

بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹ بھی بول سکتے ہیں، لیکن اگر جم غفیر جن کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو گواہی دے، تو پھر فلکیاتی حساب کو چھوڑ دیا جائے گا۔

نیز ولادت قمر کے بعد کس وقت چاند نظر آئے گا، اس کا فلکیاتی حساب قطعی نہیں بلکہ تخمینی اور ظنی ہے، اسی طرح پوری دنیا کے لئے کوئی بھی قطعی فلکی حساب کا قاعدہ نہیں ہے۔

فی ردالمختار(٣/٣٥٤)

(قوله: ولا عبرة بقول المؤقتين) أي في وجوب الصوم على الناس بل في المعراج لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه، وفي النهر فلا يلزم بقول المؤقتين أنه أي الهلال يكون في السماء ليلة كذا وإن كانوا عدولا في الصحيح كما في الإيضاح.

وفی كتاب الفقه على المذاهب الأربعة - الجزيري (٣٢٢/١)

لا عبرة بقول المنجمين فلا يجب عليهم الصوم بحاسبهم ولا على من وثق بقولهم لأن الشارع علق الصوم على أمارة ثابتة لا تتغير أبدا وهي رؤية الهلال أن إكمال العدة ثلاثين يوما أما قول المنجمين فهو إن كان مبنيا على قواعد دقيقة فإنا نراه غير منضبط بدليل اختلاف آرائهم في أغلب الأحيان.

وفی الفقه الإسلامي وأدلته (٣/ ١٦٥٤)

ولا يعتمد على ما يخبر به أهل الميقات والحساب والتنجيم، لمخالفته شريعة نبينا عليه أفضل الصلاة والتسليم؛ لأنه وإن صح الحساب أو الرصد. فلسنا مكلفين شرعا إلا بالرؤية العادية.

وفی جواهر الفقه(٣/٣٦١)

ان علماء الهيئه مجمعون على ان المقاديرالمفروضة فی اواخراعمال روية الهلال هی ابعادلم يوقف عليها الا بالتجربه و للمناظراخوال مندسية يتفاوت لاجلها المحسوس بالبصر فی العظم والصغر وفی ماذا تاملها متامل منصف لم يستطع بت الحكم على وجوب رؤيه الهلال او امتناعها.

وفی بحوث القضايا فقهية معاصرة (٢/٢٣٥)

ووقع ترددلهؤلاءوغيرهم فيما لو دل الحساب على كذب الشاهد بالرؤية والذى يتجه منه أن الحساب ان اتفق أهله على أن مقدماته قطعية وكان المخبرون منهم بذلك عدد التواتر، ردت الشهادة ،والا فلا.

وفيه ايضاً (۲/۲۳۷)

وبما أن هناك اختلافاً في تجديد مذا الفترة،وقد تنصيص أو تزيدحسب عوامل كثيرة ،فيمكن أن نقطع بعدم امكان الرؤية قبل أن يبتعدالقمر عن الشمس بتسع درجات ،فانه أعجل مارئى فيه الهلال ولو نادراً ،ولم يقل بروبه الهلال قبل ذلك أحد ،فلو اكتلمت شروط الخبرأو الشهادة لرويته بعد ذلك من الذين يوثق بهم.فلامانع من قبولها......... .فقط والله اعلم بالصواب

وقاراحمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۷/۱۲/۱۴۴۳ھ

27/7/2022

الجواب صحیح

بندہ ضیاالرحمٰن

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۷/۱۲/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح

ریاض محمد عفااللہ عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۷/۱۲/۱۴۴۳ھ

دارالافتاء

فتوی نمبر ۱۶۷۹۱

رجسٹر نمبر ۱۵۸

مفتی

رئیس دارالافتاء

دارالعلوم تعلیم القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

فقہ حنفی کے مطابق فلکی حسابات کی بنیاد پر رؤیت ہلال کی شہادت کی نفی کرنا جائز ہے ؟

الف: اگر فلکی حسابات کے ذریعے معلوم ہو کہ ابھی چاند کی ولادت ہی نہیں ہوئی ہے اور کوئی شخص یا جم غفیر رؤیت ہلال کی شہادت کردے تو کیا اس بناء پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے ؟ کیا ولادت قمر کی فلکی حسابات قطعی ہیں ؟

ب: اگر ماہرین فلکیات یہ کہے کہ ولادت قمر کے اتنے گھنٹوں تک چاند قابل رؤیت نہیں ہوتا اور ان کے ذکر کردہ گھنٹوں سے پہلے کوئی شخص یا جم غفیر رؤیت ہلال کی شہادت کردے تو کیا اس بناء پر شہادت کو رد کرنا جائز ہے ؟ ولادت قمر کے بعد رؤیت ممکن نہ ہونے کا پوری دنیا کے لیے کوئی قطعی فلکی قاعدہ ہے ؟ اور یہ فلکی حسابات کیا قطعی ہے یا ظنی ؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

واضح رہے کہ شریعت نے رؤیت ہلال کے لئے ایک قطعی اصول اور ضابطہ مقرر کیا ہے (کہ انتیس کو مطلع صاف ہونے کی صورت میں رؤیت عام (جم غفیر کی رؤیت) کا اعتبار کیا جائے گا اور مطلع غبار آلود ہونے کی صورت میں شہادت (کم از کم دو معتبر عادل اور دیانت دار گواہوں کی چشم دید گواہی) کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر دونوں مفقود ہوں تو تیس دن پورے کئے جائے گے) اور ثبوت ہلال کا مدار حسابات پر نہیں رکھا، اس لئے کہ اگر ایسا کیا جاتا، تو اس سے متمدن علاقے ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے دیہاتوں اور جنگلوں میں رہنے والے اس سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے، حالانکہ شریعت سب کے لئے عام ہے، اس کے علاوہ حسابات کے طریقے کتنے ہی ترقی یافتہ ہو جائیں، لیکن ان میں غلطیوں کا امکان بہر حال موجود ہے اس کی دلیل خود ماہرین فلکیات کا آپس میں اختلاف ہے نیز ریاضی کے مشہور امام ابوریحان البیرونی نے اپنی کتاب "الآثار الباقیہ فی الایام الخالیہ" میں اس کی تصریح کی ہے کے ہلال کے بارے میں قطعی حساب لگانا ممکن نہیں (الآثار الباقیہ فی الایام الخالیہ ص: 198 لیزک۔) تو شریعت نے ان حسابی پیچیدگیوں پر ان احکام کی بنیاد رکھنے کی بجائے رؤیت ہلال پر بنیاد رکھی جو ہر شخص کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ کام دے سکتی ہے۔ تو رؤیت ہلال حسابات سے ثابت نہیں ہو سکتا، لیکن دوسرا مسئلہ کہ کیا حسابات کے ذریعے سے رؤیت ہلال کی نفی ہو سکتی ہے ؟ یعنی اگر کسی دن چاند کا نظر آنا یا افق پر ہونا عقلاً محال ہو اور پھر بھی کوئی شخص شہادت دیدے کہ میں نے آج چاند دیکھا ہے تو آیا وہ شہادت معتبر ہو گی

جاری ہے---

دار الافتاء

یا نہیں، مثال کے طور پر یہ بات علم فلکیات کی رو سے طے شدہ ہے کہ چاند ولادت کے بعد اٹھارہ گھنٹے تک نظر آنے کے قابل نہیں ہوتا یا اگر ولادت ہی نہ ہوئی ہو اور دو آدمی آکر گواہی دیدے کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو اس کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں بیشتر علماء عصر کا کہنا ہے کہ جب رؤیت عقلاً ممکن ہی نہیں تو ایسی صورت میں جو شہادت پیش ہو رہی ہے وہ شہادت متہم ہے اور متہم ہونے کی وجہ سے شہادت معتبر نہیں ہونی چاہیے اور یہ ایسا ہی ہے کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ مطلع صاف ہو تو اس صورت میں دو آدمیوں کی شہادت معتبر نہیں بلکہ زیادہ آدمیوں کو نظر آنا چاہیے تو جب دو آدمیوں کو نظر آیا تو ان کی شہادت متہم ہوگی اور صرف ان دو کی شہادت کا اعتبار نہیں جب تک جم غفیر شہادت نہ دیدے۔

لہذا مذکورہ بالا تمہید کو مد نظر رکھتے ہوئے فلکی حسابات کی بنیاد پر رؤیت ہلال کا ثبوت تو نہیں ہو سکتا لیکن فلکیات کی رو سے یہ کہنا کہ ابھی تک چاند کی ولادت نہیں ہوئی یا چاند قابل رؤیت نہیں رؤیت ہلال کی نفی کی جا سکتی ہے یہ اس صورت میں کہ ایک یا دو آدمی شہادت دیدے، لیکن اگر جم غفیر شہادت دیدے اور فلکی حسابات کی رو سے چاند قابل رؤیت نہ ہو اگرچہ یہ عقلاً محال ہے تو پھر فلکی حسابات کی نفی میں اعتبار نہ کرنے کی گنجائش ہے نیز فلکی حسابات کا نہ شریعت نے اعتبار کیا ہے اور نہ ماہرین فلکیات اس کو قطعی قرار دیتے ہے اور علماء نے بھی بعض صورتوں میں صرف نفی میں اس کا اعتبار کیا ہے تو یہ ظنی ہے قطعی نہیں۔

لمافی قرآن المجید سورۃ البقرۃ (آیت نمبر: 185)

فمن شهد منكم الشهر فليصمه.

وفی تفسیر المنیر (508/1) مط: دار الفکر

وشهود الشهر: يكون برؤيت الهلال أو بالعلم انه قدرئى، ولا عبرة بالحساب وعلم النجوم فی رأی الجمهور (منهم ائمة المذاهب الاربعة).

وفی صحیح البخاری (507/1) مط: الطاف اینڈ سنز

عن ابن شهاب، قال: أخبرني سالم بن عبد الله بن عمر، أن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إذا رأيتموه فصوموا، وإذا رأيتموه فأفطروا، فإن غم عليكم فاقدروا له».

وفی فتح الباری (154/4) مط: قدیمی کتب خانۃ

قال ابن الصباغ أما بالحساب فلا يلزمه بلا خلاف بين أصحابنا قلت ونقل ابن المنذر قبله الإجماع على ذلك فقال في الإشراف صوم يوم الثلاثين من شعبان إذا لم ير الهلال مع الصحو لا يجب بإجماع الأمة وقد صح عن أكثر الصحابة والتابعين كراهته هكذا أطلق ولم يفصل بين حاسب وغيره فمن فرق بينهم كان محجوجا بالإجماع قبله

جاری ہے۔۔۔

وفی بحوث قضایا الفقهیة المعاصرة (247/2) مط: معارف القرآن

فلو اكتملت شروط الخبر أو الشهادة لرؤيته بعد ذلک من الذين يوثق بهم ،فلا مانع من قبولها، وأما إذا كانت الشهادة لرؤيته قبل ذلک فينبغی أن لا تقبل لكون الحس يكذبها، الا إذا وصلت الأخبار مبلغ التواتر بحيث لا يمكن تواطؤ الجمع على الكذب، فحينئذ يمكن نسبة إلى الخطا إلى الحاسب ـــ والظاهر أن التواتر عند امكان الروية امر لا يحصل ابداً، وانما ذكرنا على سبيل الاحتمال عقلی فقط، واشتراط التواتر فی هذه الحالة مثل ما اشترط الحنفية من الاستفاضة، أو الخبر أو التواتر عند كون السمآء مصحبة۔ والله سبحانه اعلم

وفی الدر المختار مع رد المحتار لإبن عابدين الشامی رحمه الله (387/2) مط: سعيد.

ولا عبرة بقول المؤقتين، ولو عدولا على المذهب قال في الوهبانية وقول أولي التوقيت ليس بموجب وقيل نعم قال ابن العابدين تحت قوله "ولا عبرة بقول المؤقتين "أي في وجوب الصوم على الناس بل في المعراج لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه، وفي النهر فلا يلزم بقول المؤقتين أنه أي الهلال يكون في السماء ليلة كذا وإن كانوا عدولا في الصحيح كما في الإيضاح وللإمام السبكي الشافعي تأليف مال فيه إلى اعتماد قولهم؛ لأن الحساب قطعي، قلت ما قاله السبكي رده متأخرو أهل مذهبه منهم ابن حجر والرملي في شرحي المنهاج... ووجه ما قلناه أن الشارع لم يعتمد الحساب، بل ألغاه بالكلية بقوله «نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا» وقال ابن دقيق العيد: الحساب لا يجوز الاعتماد عليه في الصلاة... عن شمس الأئمة الحلواني: أن الشرط في وجوب الصوم والإفطار الرؤية، ولا يؤخذ فيه بقولهم، ثم نقل عن مجد الأئمة الترجماني أنه اتفق أصحاب أبي حنيفة إلا النادر والشافعي أنه لا اعتماد على قولهم.

واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

بندہ **سیف اللہ خان** عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۶/ذیقعدہ/۱۴۴۳ھ

16/جون/2022ء

الجواب صحیح

محمد یونس

بندہ **محمد یونس الغازی** عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۶/ذیقعدہ/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح

احسان اللہ عفا اللہ عنہ

۱۶/۱۱/۱۴۴۳ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۰۴-۵۱

مورخہ ۱۹-۱۱-۴۳ھ

19-6-2022